اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱/

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰/

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳/

جلد ۲۰	مطابق ۲ شوال سنہ ۱۳۵۱ھ	یوم یکشنبہ	مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۳۳ء	نمبر ۹۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۲۶ جنوری بوقت ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ ۲۵ جنوری صبح بسواری گھوڑا حضور دس گیارہ میل کے قریب دریا کی طرف تشریف لے گئے۔ اور شام کو گھوڑے پر ہی واپس تشریف لائے۔ چونکہ بہت عرصہ بعد گھوڑے پر سواری کی اس لئے کوفت کے باعث رات کو تمام جسم میں درد کی تکلیف رہی ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں آج (۲۶ جنوری) بیرونجات کے بہت سے احباب کی طرف سے درخواست دعا کے تار موصول ہوئے۔ اور مقامی احمدیوں نے بکثرت تحریری درخواستیں پیش کیں ۔

۲۶ جنوری ۵ بجے شام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر جہاں مردوں عورتوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ وسیع مسجد کے علاوہ اردگرد کے مکانات بھی بھرے پڑے تھے۔ قرآن کریم کی آخری دو سورتوں کا درس دیا۔ پھر جن اصحاب نے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خطاب جماعت احمدیہ سے

حقیقی عید کیلئے کوشش کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک عید الفطر کے موقعہ پر اپنی جماعت کو حقیقی عید کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ کہ تم لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ آنے والی عید تمہارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ تم حقیقی جلدی اسے لانا چاہو۔ لاسکتے ہو۔ اگر تم نے اپنی جانوں۔ اور مالوں کے ذریعہ اس کے لانے کی کوشش نہ کی۔ تو کوئی اور قوم ہوگی۔ جو اس کو لائیگی۔ مگر اس وقت خوشی اس کے لئے ہوگی۔ نہ کہ تمہارے لئے۔ تمہارے لئے تو وہ دن ماتم کا ہوگا۔ پس تم اس بات کے لئے کوشش کرو۔ کہ آنے والی عید تمہارے لئے عید کا دن ہو۔ اور تمہاری ہی زندگی میں آجائے۔ وہ دن آئیگا تو ضرور کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے لیظہرہ علی الدین کلہ کہ اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اور فخر ہوگا۔ کوئی بڑی سے بڑی حکومت اس کے مقابلہ کے لئے کھڑی نہیں ہوسکتی۔ اگر ساری دنیا بھی اس کے خلاف کھڑی ہوجائے تو اس طرح مسل دیجائیگی جسطرح تازہ گھاس مسل دیجاتی ہے۔ کیونکہ اسلام کا مقابلہ نہ دنیا کا مال کرسکتا ہے۔ نہ تلوار۔ نہ توپ نہ جہاز۔ کیونکہ اسلام خدا کے ہاتھ کے سہارے کھڑا ہوا ہے۔ اب اس کو کوئی نہیں بٹھا سکتا۔ یہ کھڑا ہی رہیگا۔ اور سوائے شقی ازلی روحوں کے باقی سب اس کی صداقت اور حقانیت کو قبول کرلینگی۔ اور تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام پھیل جائیگا۔ پس جب وہ دن آئے گا۔ تو حقیقی عید اور خوشی ہوگی۔ مگر ان کے لئے جن کے ہاتھوں اسلام پھیلیگا۔ اور افسوس اور ماتم ہوگا ان کیلئے جن کو اس بات کا موقعہ تو دیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ

ناظرین الفضل کو عید مبارک

اِسلامی مُمالک کی خبریں

اور

اہم کوائف

ایران میں مقیم ہندوستانیوں کی جائداد

ایران میں ایک قانون نافذ ہے جس کے رُو سے غیر ملکیوں کو وہاں جائداد خریدنے کی ممانعت ہے۔ اس کے متعلق اور بھی بہت سی قانونی پیچیدگیاں ہیں۔ لیکن علاقہ دزداب میں اس کا نفاذ نہ تھا۔ وہاں ہندوستانی بڑی بڑی جائدادوں کے مالک ہیں۔ اب شاہ ایران نے گورنر دزداب کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ اس قانون کا نفاذ وہاں بھی کرے۔ جس سے وہاں کے مالکان جائداد ہندوستانی سخت تردد میں پڑ گئے ہیں۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ اس قانون کی موجودگی میں ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔

مسلمانان حبشہ کی بیداری

حبشہ سے اسلام کو بہت پُرانا تعلق ہے لیکن دیگر اسلامی ممالک کی طرح وہاں کے مسلمان بھی ہر لحاظ سے بہت پسماندہ تھے۔ اور ان پر خطرناک جمود طاری تھا۔ لیکن معاصر "الصراط المستقیم" راوی ہے۔ کہ اب وہاں بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ مسلمانوں نے عربی زبان اور علوم اسلامی کی توسیع کا پروگرام بنایا ہے۔ ایک عظیم الشان درسگاہ درُودہ کے مقام پر قائم کی گئی ہے۔ جس کا نام مدرسۃ الاحسان ہے۔ یہ اولین مدرسہ ہے جس میں حبشی فرزند عربی زبان اور دینی علوم کی تعلیم حاصل کریں گے۔ جگجگہ کے مقام پر بھی حبشی مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک درسگاہ قائم کی گئی ہے۔ جس میں عیسائیوں کے پروپاگنڈا کے مقابلہ کے لئے تیاری کرنے کے لئے ایک علیحدہ شعبہ رکھا گیا ہے۔

عدن میں مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی

یہودی اخبار "دواہا یوم" لکھتا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ نے یہودیوں کی انجمن کو اطلاع دی ہے۔ کہ عدن میں پولیس کے مسلمان افراد کو برطرف کر دیا جائے گا۔ اور ان کی جگہ یہودیوں کو دی جائیگی۔ اس طرح یہودیوں کی اس شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔ کہ عدن پولیس میں مسلمانوں کی کثرت ہے۔

قبائل جیزان کی شورش

حکومت حجاز نے قاہرہ میں ایک بیان شائع کیا ہے۔ کہ جیزان کے علاقہ میں سلطانی افواج کامیابی کے ساتھ شورش کو جو قبائل کی طرف سے برپا کی گئی تھی۔ دبا رہی ہیں۔ سوائے دو کے باقی تمام قبائل نے اطاعت اختیار کر لی ہے۔

کابل میں وزیر ترکیہ کا تقرر

کابل سے ۲۰ جنوری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ غازی شوکت بے افغانستان میں ترکی حکومت کے وزیر مقرر ہوئے ہیں۔ اس تقرر سے امید کی جاتی ہے۔ کہ دونوں سلطنتوں کے تعلقات بہت زیادہ استوار ہو جائیں گے۔

اینگلو پرشین آئیل کمپنی کا قضیہ

حکومت ایران و برطانوی کمپنی کا جو تنازعہ جمعیۃ اقوام میں پیش ہے۔ اس کی سماعت ۲۳ جنوری کو لیگ کی کونسل میں ہونے والی تھی۔ مگر چونکہ سر جان سائمن لنڈن میں ہی تھے۔ اس لئے یہ پیش نہ ہوسکا۔ حکومت ایران نے جو یادداشت پیش کی ہے۔ اس میں دوستانہ تعلقات کو قائم رکھنے کے لئے توقع ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ چونکہ کمپنی نے عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا۔ اور نہ ہی قانونی چارہ جوئی کی ہے۔ اس لئے لیگ کے معاہدہ کی دفعہ ۱۰ کا اس قضیہ پر اطلاق نہیں ہوسکتا۔ کمپنی نے معاہدہ کی رُو سے عائدشُدہ اپنی ذمہ واریوں کو پُورا نہیں کیا۔ اس لئے مراعات کی تنسیخ سے بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔

بلغاریہ کے مسلمانوں کی بیداری

بلغاریہ کے مسلمانوں نے وارنا میں ایک جمیعۃ اسلامیہ قائم کی ہے۔ جو نوجوانوں کے اندر الحاد و بے دینی کی نشر و اشاعت کو روکنے اور انہیں اسلام سے وابستہ رکھنے کے لئے جدوجہد کرے گی۔ پبلک لیکچر شروع کر دیئے گئے ہیں۔

ٹیونس کے مسلمانوں کا مطالبہ

ٹیونس کے مسلمانوں نے فرانسیسی حکومت کے سامنے یہ مطالبہ پیش کیا ہے۔ کہ نظام حکومت میں فرانسیسیوں اور ٹیونس کے باشندوں کو مساوی حقوق دیئے جائیں۔ اور کسی قسم کا امتیاز قانون کے نفاذ میں روا نہ رکھا جائے۔

ایرانی قونصل کی طرف سے ایک خبر کی تردید

پچھلے دنوں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ آئیل کمپنی کے قضیہ کے بعد شاہ ایران نے سرکاری عہدیداروں اور افسروں کو حکم دیا ہے کہ یوروپینوں سے نہ ملیں۔ اور ان کی طرف سے پارٹیوں وغیرہ میں شامل نہ ہوں۔ ایرانی قونصل متعینہ بمبئی نے اس کی تردید کی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ اس میں کوئی صداقت نہیں۔ ایرانی قوم اپنی مہمان نوازی میں مشہور ہے۔ اور ہر مذہب و ملت کے ساتھ وہاں مساوی سلوک کیا جاتا ہے۔

عید مُبارک کی خوشی میں

"الفضل" کے متعلق اپنی ذمہ واری بھول نہ جایئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کئی ہزار نمائندگان جماعت احمدیہ کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خطاب فرمایا کہ

"الفضل" کی پندرہ سال قبل جتنی اشاعت تھی۔ اتنی ہی اب بھی ہے۔ حالانکہ پچھلے دس سال کے متعلق ہمارا اندازہ نہیں بلکہ گورنمنٹ کی رپورٹ کہتی ہے۔ کہ جماعت دُگنی ہوگئی ہے مگر "الفضل" کی اشاعت اتنی ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت نے الفضل کے متعلق اپنی ذمہ واری کو محسوس نہیں کیا۔ مذہب کو قائم رکھنے کے لئے مذہبی رُوح کی ضرورت ہوتی ہے۔"

پس مندرجہ ارشاد کی تعمیل میں جماعت احمدیہ کے تمام اُمراء و پریذیڈنٹ و سیکرٹری و دیگر احباب توجہ فرمائیں۔ اور جو "الفضل" کے خریدار نہیں۔ وہ خریدار بن جائیں۔ اور جو پہلے سے خریدار ہیں۔ وہ اپنے اقربا و احباب کو خریداری کی تحریک فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(منیجر "الفضل" قادیان)

اُردو ریویو آف ریلیجنز کے وی پی

تین فروری کو اس رسالہ کے سالانہ وی۔ پی خریداروں کو حسب معمول ہونگے۔ امید ہے۔ احباب وی۔ پی وصول کرکے مشکور فرمائیں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد پورا کرنے کے لئے ہر احمدی کو بالخصوص کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس رسالہ کے خریدار دس ہزار ہو جائیں۔

(منیجر ریویو اُردو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

73

نمبر ۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

السنہ مشرقیہ کی ترقی کے متعلق اصلاحی تجاویز

قابل توجہ تحقیقاتی کمیشن پنجاب یونیورسٹی

گزشتہ پرچہ میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ السنہ مشرقیہ خصوصاً عربی کو مسلمانوں کے نقطۂ خیال سے کس قدر اہمیت حاصل ہے۔ اور اس وقت تک پنجاب یونیورسٹی نے ان زبانوں کی تعلیم اور ترقی کے متعلق جو طریق عمل اختیار کئے رکھا ہے۔ اس کے متعلق مسلمانان پنجاب میں کتنی بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ نیز مختصر طور پر یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ مسلمان اس بارے میں کیا اصلاحات چاہتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا میمورنڈم

حکومت پنجاب نے پنجاب یونی ورسٹی کے متعلق شکایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا۔ اس کی طرف سے کچھ سوالات اس غرض سے شائع کئے گئے تھے۔ کہ واقفکار اصحاب ان کے متعلق جو بیان دینا چاہیں۔ وہ کمیشن کے سامنے برائے غور پیش کریں۔ اس پر جماعت احمدیہ کی نظارت تعلیم و تربیت نے ایک میمورنڈم تیار کیا جس میں مقرر کردہ سوالات کے تفصیلی جوابات درج کئے گئے۔ یہ میمورنڈم نمائندہ جماعت احمدیہ نے کمیشن کے سامنے پیش کر دیا۔ اس میں السنہ مشرقیہ کی تعلیم و ترویج اور خصوصاً عربی کے متعلق جو مشورے پیش کئے گئے۔ اور جو اصلاحی تجاویز درج کی گئیں۔ وہ درج ذیل کی جاتی ہیں۔

میمورنڈم میں بتایا گیا ہے۔ کہ انڈین کلچر کے قیام و بقا کا ایک اور طریق علوم مشرقیہ کی طرف زیادہ توجہ مبذول کرنا ہے۔ علوم مشرقیہ کے جن حصص کے ساتھ اہل ہنود کا تعلق ہے۔ ان کے متعلق بیان کو انہی کے لئے چھوڑتے ہوئے میں عربی اور فارسی تک ہی اپنے ریمارکس کو محدود رکھونگا۔ اس بات کو ہر شخص تسلیم کرتا ہے۔ کہ اس زمانہ کے مولوی اور مولوی عالم علم کی تکمیل و تحصیل کے لحاظ سے وہ کچھ نہیں ہیں۔ جو انہیں ہونا چاہیئے۔ اور اس کا اثر لازماً یہ ہوتا ہے کہ پبلک کی نظروں میں علوم مشرقیہ کی وہ قدر نہیں رہتی۔ جو ہونی چاہیئے۔

مزید برآں ان سکالروں کی ناقابلیت کی وجہ سے جو علوم مشرقیہ کے وقار کو قائم رکھنے والے سمجھے جاتے ہیں۔ مشرقی تہذیب و تمدن کو بھی سخت دھکا لگتا ہے۔

تعلیم عربی کی تکمیل کے متعلق اصلاحات

پنجاب یونی ورسٹی میں عربی کی تعلیم کی تکمیل کے لئے حسب ذیل اصلاحات جاری کی جانی چاہئیں:-

۱- بجائے اس کے کہ طلباء کو کتابوں کی ایک مقررہ فہرست کے مطالعہ کا پابند کیا جائے۔ انہیں اس امر کا اختیار ہونا چاہیئے کہ بعض مضامین میں سے جن کے ساتھ انہیں زیادہ دلچسپی ہو۔ وہ لیں۔ آرٹس اور سائینس فیکلٹی کے لئے پنجاب یونی ورسٹی میں یہ طریق رائج ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ اورنٹیل فیکلٹی کے باب میں اسے ترک کر دیا جائے۔ ہر جماعت کے لئے صرف ایک لازمی مضمون ہونا چاہیئے۔ اور پھر کئی مضامین ہونے چاہئیں جن میں سے ہر طالب علم اپنے مذاق کے مطابق دو تین اپنے لئے تجویز کر سکے۔

۲- مولوی۔ اور مولوی عالم کے امتحان کے لئے عربی لازمی مضمون ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ مندرجۂ ذیل مضامین میں سے مولوی کا امتحان دینے والوں کو چار۔ اور مولوی عالم کا امتحان دینے والوں کو تین مضامین منتخب کرنے کا اختیار ہونا چاہیئے۔ منطق فلسفۂ قدیم۔ فلسفۂ جدید۔ قرآن پاک۔ حدیث۔ فقہ۔ تصوف۔ جغرافیہ۔ تاریخ سائیکالوجی۔

۳- گرامر۔ ترجمہ اور مضمون نویسی عربی لٹریچر کی سٹڈی میں داخل ہونا چاہیئے۔ اور علٰحدہ علٰحدہ مضامین نہیں ہونے چاہئیں جیسا کہ اب ہیں۔

۴- ہسٹری اور فلسفہ کی کتب بطور لٹریچر نہیں پڑھائی جانی چاہئیں جیسا کہ اب کیا جاتا ہے۔

۵- مولوی فاضل کے امتحان کے لئے صرف ایک مضمون ہونا چاہیئے۔ جو اسٹڈی کے لئے چھ مختلف شاخوں میں تقسیم ہو۔ اور ہر شاخ کے امتحان کے لئے علٰحدہ پیپر ہو۔ اور طلباء کو حسب ذیل مضامین میں سے کوئی ایک منتخب کرنے کا حق ہونا چاہیئے۔

عربک۔ منطق۔ فلسفۂ قدیم۔ فلسفۂ جدید۔ فقہ۔ علم کلام۔ حدیث قرآن پاک۔ اور تصوف۔

۶- پُرانے فیشن کی کتب کو کورسوں میں نہ مقرر کیا جائے۔

۷- اورنٹیل سکالروں کو اجازت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ لاء کا امتحان پاس کر کے وکیل بن سکیں۔ جیسا کہ کچھ عرصہ قبل ہوتا تھا۔

طلباء کے اخلاقی پہلو کو نظر انداز نہ کیا جائے

علاوہ ازیں اپنے طلباء کے اخلاقی پہلو کو یونی ورسٹی کی طرف سے جس طرح نظر انداز کیا جاتا ہے۔ وہ بھی بے حد مایوس کُن ہے اور قوم کے لئے اس کے نتائج بہت تباہ کن ثابت ہو رہے ہیں۔ اسوقت ہندوستان میں ملازمتوں کے سارے سسٹم میں رشوت کی گرم بازاری ہے۔ محکمۂ مال۔ جوڈیشل۔ ریلوے۔ آبپاشی۔ پولیس بلکہ ہسپتالوں پر بھی یہ لعنت بہت بُری طرح مسلط ہو رہی ہے۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ یہ تمام محکمے انہی لوگوں کے ذریعہ چل رہے ہیں۔ جو یونی ورسٹی کے سند یافتہ ہیں۔ تو اس کی مجرمیت پورے زور کے ساتھ ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔

طلباء کی اخلاقی بہبودی کی نگرانی کے لئے سب سے اول یہ ضروری ہے۔ کہ یونی ورسٹی پہلے اپنی اندرونی خرابیوں کو دُور کرے یونی ورسٹی اس وقت فرقہ پرستی۔ اور اقرباء پروری کے فوائدی نتیجہ میں بہت بُری طرح پھنسی ہوئی ہے۔ اور اس پر صریح ناانصافیوں کا بھی شبہ کیا جاتا ہے۔ اور اگر اس یونی ورسٹی سے نکلنے والوں کی یہی حالت ہے۔ تو بہتر ہوگا۔ کہ اس کے امتحانات بند کر دیئے جائیں اس کا دُوسرا علاج میرے نزدیک یہ ہے۔ کہ کالجوں میں ٹیوٹوریل گروپ سسٹم کو زیادہ موثر بنایا جائے۔ لیکن اس بات کے تیقن کے لئے کہ ٹیوٹر مفوضہ طلباء کی پوری طرح نگرانی کر سکیں۔ ضروری ہے۔ کہ یونی ورسٹی میں ہجوم کو کم کیا جائے۔ اور یہ امر چونکہ اخلاقی تربیت کے رستہ میں خطرناک روک ہے۔ اس لئے بہت اہم ہے۔ اور اس کے دُور کرنے کے لئے جو سکیمیں پیش کی جائیں۔ ان پر پورا احتیاط کے ساتھ غور ہونا چاہیئے۔

ورنیکلر زبانوں کے متعلق تجویز

ورنیکلر زبانوں کے ارتقاء کی طرف بھی زیادہ توجہ ہونی چاہیئے طلباء کو اجازت ہونی چاہیئے۔ کہ ڈگری اور ایم۔ اے کے امتحان میں اگر چاہیں۔ تو کوئی ورنیکلر امتحان دے دیں۔ اور ان کے لئے سکالرشپ رکھی جانی چاہیئے۔ میں اس میں ہندی اور پنجابی محض ہندو اور سکھ صاحبان کو شکایت کا موقعہ نہ دینے کے لئے شامل کر رہا ہوں۔ ورنہ یہ حقیقت ثابت ہے۔ کہ پنجابی محض ایک مقامی زبان ہے۔ اور

اس لئے اس امر کی مستحق نہیں۔ کہ اس طرح سے اس کی عزت افزائی کی جائے۔ اور ہندی و اردو ایک ہی چیز ہے۔ محض رسم الخط میں اختلاف ہے:۔

یہ تجاویز نہایت اہم ہیں۔ اور امید رکھنی چاہیئے۔ کہ کمیشن نے انہیں وہی وقعت دی ہوگی۔ جس کی یہ مستحق ہیں ؛

وائسرائے کا انکار اور گاندھی کا برتاؤ

جس آرڈر کو سامنے رکھ کر گاندھی جی نے ۲ جنوری سے فاقہ کشی کرنے کا ارادہ ملتوی کیا تھا۔ آخر وائسرائے ہند نے اسے بھی ہٹا دیا۔ یعنی مدراس کونسل کے ایک ممبر ڈاکٹر سبرائن نے مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کے متعلق جو بل پیش کرنا چاہا تھا۔ اس کی منظوری دینے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ گاندھی جی نے حکومت کو مطمئن کرنے اور وائسرائے سے منظوری حاصل کرنے کے لئے یہاں تک کہدیا تھا۔ کہ "میں اس امر کی پُر زور طریقہ پر تردید کرتا ہوں۔ کہ ان وسائل کی پشت پر (جو اچھوتوں کے متعلق گاندھی جی اختیار کر رہے ہیں۔) کوئی سیاسی مقصد کار فرما ہے"۔

گاندھی جی کا خیال تھا۔ کہ چونکہ حکومت ان کی سیاسی سرگرمیوں کو نظر پسندیدگی نہیں دیکھتی۔ اس لئے اس قسم کا اعلان ان کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ لیکن وائسرائے نے اس بنا پر اجازت دینے سے انکار کیا ہے۔ کہ اس بل کا تمام ہندو فرقوں کے مذہبی عقائد و رواجات پر اثر پڑتا ہے ؛

ایسوشی ایٹڈ پریس نے جب گاندھی جی کو وائسرائے کے اس فیصلہ سے مطلع کیا۔ تو وہ چند لمحے کے لئے بالکل خاموش ہو گئے پھر کسی قسم کے اظہار خیالات سے انکار کر دیا۔ اور کسی دوسرے وقت میں اظہار رائے کے قابل بننے کے لئے کہدیا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وائسرائے کا اجازت نہ دینا ان پر کس قدر اثر انداز ہوا ہے ؛

اس بارے میں ہم کسی قدر تفصیل سے تو اسی وقت عرض کریں گے۔ جب گاندھی جی اظہار رائے کرنے کے قابل ہو سکیں گے ہاں یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وائسرائے ہند نے راسخ الاعتقاد ہندوؤں کے مذہبی جذبات اور احساسات کا خیال رکھتے ہوئے مدراس کونسل میں بل پیش کرنے کی اجازت نہ دے کر بڑی دور اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔ گو اس طرح گاندھی جی کو ان کے اعلانات کی وجہ سے مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ لیکن گاندھی جی اپنی جان کے دشمن نہیں۔ جہاں تک ان سے ہو سکے گا۔ وہ کوئی نہ کوئی رستہ فاقہ کشی سے بچنے کا نکالنے کی کوشش کریں گے ؛

مسلمانوں کے چودہ مطالبات ہندو کیوں تسلیم نہیں کرتے

ہندوؤں کی بھی عجیب حالت ہے۔ ایک طرف تو وہ سیاسی امور کے متعلق مسلمانوں سے کوئی منصفانہ سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہیں اور ان کا ہر مطالبہ مسترد کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہندوستان میں بہت بڑی اکثریت ہونے کے لحاظ سے ان کا فرض ہے کہ مسلمانوں کو مطمئن کرنے۔ اور ان کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے وسعت قلب کا ثبوت پیش کریں۔ مگر چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں ہندو مسلمانوں سے کسی قسم کی رعایت چھوڑ انصاف ہی کریں۔ ناممکن۔ لیکن دوسری طرف وہ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حکومت اگر مسلمانوں کے تمام کے تمام مطالبات منظور کر لے۔ تو بھی انہیں کوئی حقیقی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ "پرتاپ" تیسری گول میز کانفرنس کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے :۔

"مانا کہ ان کے چودہ کے چودہ مطالبات منظور ہو گئے۔ لیکن یہ تو نہیں ہوا۔ کہ وہ حاکم ہو گئے ہیں۔ اور ہندو محکوم ہو گئے ہیں۔ وہ بھی ویسے ہی محکوم ہیں۔ جیسے کہ ہندو ہیں۔ حاکم کوئی اور ہے"

اس قسم کی تحریروں سے اصل غرض تو یہ ہے۔ کہ ادھر ہندو مسلمانوں کے ساتھ کوئی تصفیہ نہ کریں۔ اور ادھر حکومت کے کسی فیصلہ کو مسلمان قبول نہ کریں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کے چودہ مطالبات ایسے ہی ہیں۔ کہ وہ سارے کے سارے منظور ہو جانے پر بھی مسلمان حاکم اور ہندو محکوم نہیں ہو سکتے۔ بلکہ دونوں کی وہی پوزیشن رہتی ہے۔ جواب ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کے وہی چودہ مطالبات منظور کر کے فیصلہ نہیں کر لیتے۔ اس کے دو ہی باعث ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہندو مسلمانوں سے فیصلہ کرنا چاہتے ہی نہیں۔ اور دوسرا یہ ہے۔ کہ ان مطالبات کے متعلق سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کو موجودہ حالت کے مقابلہ میں کچھ زیادہ پوزیشن حاصل ہو جائے گی ؛

حادثات الور کے متعلق تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ

ریاست الور میں مظلوم مسلمانوں پر تشدد کرنے اور گولیوں سے اڑا دینے کے جو روح فرسا حادثات رونما ہو چکے ہیں۔ ان کے متعلق ہندو ذرائع سے جو خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ ان میں مسلمانوں کو باغی قرار دینے کے لئے ہندوؤں کے ہاں لوٹ مار کرنے کے علاوہ مندروں کی مورتیاں توڑنے کے مجرم بھی قرار دیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اس علاقہ کے مسلمان اپنے آپ کو بالکل بے گناہ بتاتے ہیں۔ چنانچہ سکرٹری میو انفرمیشن بیورو نے دہلی سے جو اعلان کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے :۔

"میو قوم بالطبع فرماں بردار ہے۔ اور مہاراجہ بہادر کی عزت سے مطیع و منقاد چلی آ رہی ہے۔ یہ بڑے درجہ کی بد طینتی اور بد دیانتی ہے۔ کہ ان کی اقتصادی پریشانیوں اور عدم ادائے مالیہ کو عمداً بغاوت سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ الور میں کوئی ہندو مسلم مناقشات موجود نہیں۔ بلکہ دونوں قوموں کے تعلقات نہایت اچھے اور استوار ہیں۔ زرعی شکایات میں دونوں قوموں کی پوزیشن یکساں ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے۔ کہ ریاست اس گمراہ کن پروپیگنڈا سے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کو لوٹ لیا ہے۔ دونوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا کرنے میں مصروف ہے۔ اس کا مقصد بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ مالیہ کی شکایات کو فرقہ وار فساد میں تبدیل کر دیا جائے۔ گوبند گڑھ کی آتش باری انتہائی بے رحمی اور بے دردی کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ریاست نے کیا ہے۔ لوٹ کا کوئی حادثہ رونما نہیں ہوا۔ بلکہ ریاستی افواج نے میواتیوں کے صبر و سکون کے باوجود نشانہ بازی شروع کر دی ہے"۔

یہ اس قسم کا پہلا اعلان نہیں۔ اور بھی ذرائع سے جو حالات شائع ہوئے ہیں انہیں بھی ریاست کے بیانات کی کھلے طور پر تردید کی گئی ہے۔ ان حالات میں نہایت ضروری ہے۔ کہ ان حادثات کی تحقیقات کے لئے ایک غیر جانب دار کمیشن مقرر کیا جائے۔ اگرچہ ریاست کے مقابلہ میں غریب اور بے کس مسلمانوں کے لئے اس ظلم و ستم کا ثبوت بہم پہنچانا بھی بہت مشکل بلکہ محال ہے۔ جس کا انہیں نشانہ بنایا گیا۔ تاہم توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ اگر ارکان کمیشن بالغ نظر ہوں۔ اور حقیقت حال تک پہونچنے کی کوشش کریں۔ تو ضرور مظلوموں کی مظلومیت ان پر واضح ہو جائیگی ؛

پس حکومت ہند کو جلد سے جلد ان حادثات کی تحقیقات کے لئے کمیشن مقرر کرنا چاہیئے۔ ریاست کا خود مقرر کردہ کمیشن ہرگز کچھ حقیقت نہ رکھیگا ؛

ریاست الور سے مسلمان افسروں کا اخراج

ایک طرف تو مسلمانان الور چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ کہ ریاستی اہلکاروں نے جو متعصب ہندو ہیں۔ انہیں بلا وجہ ظلم و ستم کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ اور دوسری طرف جو ایک آدھ مسلمان افسر ریاست میں موجود تھا۔ اسے بھی ریاست سے نکالا جا رہا ہے۔ راجہ غضنفر علی صاحب ریونیو منسٹر کا یکایک الور سے چلے آنا مسلمانوں کے متعلق ریاست کے رویہ کا اندازہ لگانے کے لئے کوئی معمولی بات نہ تھی۔ کہ اب معلوم ہوا ہے۔ مسٹر حسن شاہ انجنیئر کو ٹیلیفون کے ذریعہ یہ حکم سنایا گیا۔ کہ ۱۲ گھنٹے کے اندر ریاست سے باہر چلے جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے۔ کہ ایک اور مسلمان افسر کو بھی اسی طرح نکال دیا گیا ہے۔

جب ریاست اپنے ذمہ دار اور معزز افسروں کے ساتھ محض مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ سلوک کر رہی ہے۔ تو مظلوم مسلمان رعایا کے بالخصوص جس عذاب میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں۔ کیا ان حالات میں بھی حکومت ہند مداخلت کی ضرورت نہیں سمجھتی ؛

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

"پرکاش" اور "آریہ گزٹ" کے لغو اعتراضات

غیر احمدی سے رشتہ نہ کرنے کی وجہ اور قرآنی قصص کا مطلب

اچھوت اور احمدی

ہندو دہرم نے اچھوت طبقہ سے تعلق رکھنے والے انسانوں کے لئے جو انسانیت سوز اور قابل شرم سلوک تجویز کیا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اور کوئی شخص ان کی قابل رحم حالت سے ناواقف نہیں۔ ہر شریف آدمی ان کی اخلاقی مدد کرنا اپنا فرض سمجھیگا۔ اور ان کے ذہنی اور دماغی نشوونما اور ارتقار کے لئے تابحد امکان جدوجہد کرنا اپنا فرض قرار دیگا۔ اور اسی جذبہ کے ماتحت ہم ان غریب لوگوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے حتی الامکان ساعی رہتے ہیں ؛

آریوں کے اعتراض

اس پر وہ آریہ جو طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر اچھوتوں کو اپنے جال میں پھنسائے رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور باوجود شدھ کرنے کے اچھوتوں کو انسانیت کے حقوق سے محروم رکھتے ہیں۔ جس کا ان کے بڑے بڑے لیڈر خود بارہا اقرار کر چکے ہیں۔ بہت سٹ پٹاتے اور ہمارے خلاف بالکل لغو اور بیہودہ اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ اخبار "آریہ گزٹ" لاہور حال میں اسی قسم کی حرکت کا مرتکب ہوا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے :-

"احمدی حضرات ذلت جاتیوں کو تو اکسایا کرتے ہیں۔ کہ ہندوؤں سے مطالبہ کرو۔ کہ وہ تم سے سمبندھ کریں۔ لیکن خود احمدی کے سوائے کسی اور سے رشتہ کرنا کفر خیال کرتے ہیں۔ گویا قرآن اور محمد کے ماننے والے لوگ آپس میں رشتہ نہیں کر سکتے۔ احمدی "اچھوت" ہیں۔ یا باقی کے مسلمان یہ فیصلہ ہو جانا چاہیئے حال ہی میں بنگہ کے ایک شخص کو احمدی برادری سے خارج کر دیا گیا۔ کیونکہ اس نے مرزائی برادری سے باہر شادی کی تھی۔ (۳۱ دسمبر)

بیّن فرق

بے چارے اچھوتوں کے ساتھ ہندوؤں کی طرف سے جو بدسلوکی کی جاتی ہے۔ اور انہیں جن مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان میں اور کسی احمدی کا غیر احمدی کے ہاں اپنی لڑکی کا رشتہ نہ کرنے میں اتنا بیّن فرق ہے۔ کہ معمولی عقل و سمجھ کا انسان بھی اسے بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ ہندو ایک طرف تو یہ کہتے ہیں۔ کہ اچھوت ہمارے گوشت کا پوست ہیں۔ ہندو دہرم میں ہمارے ساتھ برابر شریک ہیں۔ اور مذہبی طور پر ان میں اور ہندوؤں میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن دوسری طرف عملی حالت یہ ہے۔ کہ اچھوتوں سے اچھوت کہلاتے ہوئے نہیں۔ بلکہ ایسی حالت میں بھی جبکہ آریہ شدھ کرلیں۔ دیگر باتیں منوانے کے علاوہ دیانند جی کے رشی ہونے کا بھی اقرار کرالیں۔ اس وقت بھی رشتہ داری کے تعلقات پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ صفائی کے ساتھ یہ اعلان کر چکی ہے۔ کہ جن لوگوں کو ہم سے اسلام کے بنیادی مسائل میں شدید مذہبی اختلافات ہوں۔ ان کے ساتھ ہم رشتہ ناطہ کا وہ تعلق نہیں پیدا کر سکتے۔ جسے اسلام نے اس قسم کے اختلاف عقائد کے ہوتے ہوئے ناجائز قرار دیا ہے۔ ہاں جو شخص ہمارے ساتھ عقائد میں متفق ہوتا ہے۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ اچھوت اقوام میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ ہم اس کی حیثیت اور حالت کے مطابق اس کے ساتھ رشتہ داری کے تعلقات پیدا کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ اور نہ صرف جائز سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہمارے مرکز میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ کہ بعض وہ افراد جو ان اقوام میں سے احمدیت میں داخل ہوئے۔ جنہیں ہندو اچھوت اور ناپاک قرار دیتے ہیں۔ ان کی شادی آبائی مسلمان لڑکیوں سے کر دی گئی۔ اور اس قسم کی مثالیں تو بہت زیادہ ہیں۔ کہ غیر مذاہب کے جو لوگ اسلام لاکر احمدیت میں داخل ہوئے۔ اور انہوں نے دین میں خاص ترقی کی۔ ان کی شادیاں نہایت اعلیٰ اور معزز گھرانوں میں کی گئیں ؛

پس اگر ہم کسی احمدی لڑکی کا کسی غیر احمدی سے رشتہ جائز نہیں سمجھتے۔ تو اس لئے کہ غیر احمدی سے ہمارا مذہبی اختلاف ہے۔ اور ایسی حالت میں اسلام رشتہ دینا جائز نہیں قرار دیتا۔ لیکن ہندو ایک طرف تو اچھوتوں کو ہندو قرار دیتے۔ بلکہ ان کو شدھ بھی کر لیتے ہیں۔ اور دوسری طرف ان کے ساتھ رشتہ ناطہ کے تعلقات نہیں پیدا کرتے۔ یہ وہ بات ہے۔ جو ہم عام اچھوتوں اور شدھ ہونے والے اچھوتوں کے گوش گزار کرتے رہتے ہیں۔ جو آریوں کے لئے نہایت ہی ناگوار ہے ؛

عقلی ثبوت

مذہب کے بنیادی عقائد میں اختلاف رکھنے والے سے لڑکی کا رشتہ نہ کرنا عقلی طور پر بھی نہایت ضروری ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ عورت اپنے خاوند کے خیالات سے بہت زیادہ متاثر ہو جاتی ہے۔ اور اسبات کا قوی احتمال ہوتا ہے۔ کہ اپنے صحیح عقائد ترک کر دے۔ یا بصورت دیگر اپنے عقائد پر پختگی اور استقلال کے ساتھ قائم رہنے کے باعث خاوند یا اس کے اعزہ کی طرف سے تکالیف اور مصائب کا نشانہ بنے۔ ان حالات میں کوئی عقلمند جان بوجھ کر اپنی اولاد کے ایمان کو خطرہ میں ڈالنا۔ یا اس کے لئے تلخ زندگی کی اپنے ہاتھوں بنیاد رکھنا گوارا نہیں کرے گا۔ انہی حالات اور خطرات کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیر احمدی مرد سے احمدی عورت کی شادی منع فرمائی۔ ورنہ اس کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ احمدی غیر احمدیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ یا انہیں "اچھوت" اور ناپاک خیال کرتے ہیں۔ وہ انہیں اپنے ہی جیسا انسان یقین کرتے ہیں۔ اور غیر احمدی تو الگ رہے۔ ہندوؤں۔ سکھوں۔ عیسائیوں۔ بلکہ ان اقوام کے متعلق بھی جنہیں ہندوؤں کی خود پسندی اور عُجب و غرور کی بارگاہ سے ناپاک اور ذلیل قرار دیا جا چکا ہے۔ یعنی اچھوت انہیں بھی بحیثیت انسان اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ اور ہر انسان سے ہمدردی اور خیر خواہی اپنا فرض خیال کرتے ہیں ؛

پرکاش کا اعتراض

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کی افتتاحی تقریر میں فرمایا تھا۔ کہ

"اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ بنیاد جو اس وقت بہت کمزور نظر آتی ہے۔ اس پر عظیم الشان عمارت تعمیر ہوگی۔ ایسی عظیم الشان کہ ساری دنیا اس کے اندر آجائے گی۔ اور جو لوگ باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ سے خبر پاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی ہوگی"۔

اس پر آریہ اخبار "پرکاش" کو زبان طعن دراز کرنے کا ایک بہانہ ہاتھ آگیا۔ لکھتا ہے :-

"اس سے دو نتائج نکالے جا سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ مرزائی چوہڑے چماروں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان سے کتنا حقارت آمیز خطاب کرتے ہیں۔ اور اس پر دعوے یہ کرتے ہیں۔ کہ ہم سے بڑھ کر دنیا کا کوئی مذہب یا عقیدہ یا فرقہ مساوات کی تعلیم کا حامی نہیں۔ اسلام تمام بنی نوع انسان کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر اسلام و مرزائیت تمام بندگان خدا کو ایک نظر سے دیکھتی ہے۔ تو چوہڑوں چماروں سے حقارت کے کیا معنے ؟"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مذکورہ بالا الفاظ سے یہ نتیجہ اخذ کرنا "پرکاش" جیسے سخن فہم کا ہی کام ہے۔ کہ اسلام مساوات کا قائل نہیں۔ اور یہ کہ احمدی چوہڑ چماروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ؛

عبارت کا مفہوم

اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ احمدیت کا پودا جو اس وقت بالکل کمزور نظر آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک دن ایسا تناور درخت بن جائے گا۔ کہ اقوام عالم اس کے سایہ میں آرام پائیں گی۔ اور جماعت احمدیہ جو اس وقت بالکل معمولی اور بے حیثیت سی نظر آتی ہے۔ اس قدر اہمیت اور طاقت حاصل کرے گی۔ کہ دنیا کے مذہب۔ تہذیب و تمدن اور سیاست کی باگ اس کے ہاتھ میں ہوگی۔ ہر قسم کا اقتدار اسے حاصل ہوگا۔ اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے یہ دنیا کی معزز ترین جماعت ہوگی۔ دنیا کا کثیر حصہ اس میں شامل ہو جائے گا۔ ہاں جو اپنی بدقسمتی سے علیحدہ رہیں گے۔ وہ بالکل بے حیثیت سمجھے جائیں گے۔ سوسائٹی کے اندر ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ دنیا کے مذہبی۔ تمدنی یا سیاسی دائرہ کے اندر ان کی آواز ایسی ہی غیر مؤثر اور ناقابل التفات ہوگی۔ جیسی کہ موجودہ زمانہ میں چوہڑے چماروں کی ہے۔

اسلام پر اعتراض کیسا

سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ کونسا مفہوم ہے۔ جس کی بناء پر "پرکاش" نے یہ سمجھا۔ کہ اسلام مساوات کا قائل نہیں۔ اور احمدی اچھوتوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر کچھ ایسے لوگ دنیا میں پائے جائیں۔ جو اپنی جہالت اور بدبختی کے باعث۔ اپنے آپ کو خود ایسی پوزیشن میں ڈالے رکھیں۔ کہ دنیا میں انہیں کسی قسم کی عزت یا سوشل درجہ حاصل نہ ہو۔ تو اس وجہ سے یہ اعتراض اسلام پر کس طرح وارد ہو سکتا ہے۔ کہ وہ مساوات کا حامی نہیں۔ ایسے لوگوں کی ذلت اور ادبار کی ذمہ داری کلیتہً خود انہی پر عائد ہوتی ہے۔ اسلام نے ایک طرف تو اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیا ہے۔ کہ کسی کو بزور اور بجبر انسانی حقوق سے محروم نہ کر دیا جائے۔ اور دوسری طرف یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تمام مخلوق کی بھلائی۔ اور بہتری اپنا فرض سمجھو۔ لیکن جو لوگ اپنے آپ کو ذلت و نکبت میں ڈال لیں تو ان کی اس حالت کی ذمہ داری اسلام پر نہیں آتی۔ اور نہ احمدیت پر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو چوہڑوں اور چماروں کی مثال ان لوگوں کی اس وقت کی حالت ظاہر کرنے کے لئے دی۔ ورنہ جب ہر ایک احمدی دنیا کے ہر انسان کو احمدیت میں داخل کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور سمجھتا رہیگا۔ تو اس زمانہ میں بھی جب تک کچھ لوگ۔ چوہڑے چماروں کی حالت اختیار کر چکے ہونگے ان کی ترقی اور بہتری کے لئے احمدیوں کی کوششیں جاری رہیں گی ؛

پرکاش کا دوسرا سوال

پھر "پرکاش" لکھتا ہے :-

"دوسرے یہ کہ اس عمارت کی بنیاد رکھنے یا اس کے پایہ تکمیل تک پہنچنے سے پہلے جو لوگ ہو چکے ہیں۔ اور جنہیں اس عمارت کی تعمیر کا کبھی خیال تک نہ آیا تھا۔ ان کی حیثیت مرزائیوں کی نظر میں کیا ہے۔ یہ ایک سوال ہے۔ جو ہر شخص خلیفہ صاحب سے دریافت کرنے کا مجاز ہے۔" (۸ر جنوری)

مگر یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ جو لوگ گزر چکے ہیں اور انہیں اس عمارت کی تعمیر میں حصہ لینے کا خیال نہ آیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تیار ہو رہی ہے۔ ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ وہ جو چاہے ان سے سلوک کریگا۔ دنیا کا تعلق چونکہ منقطع ہو چکا ہے۔ اس لئے اب دنیا میں ان کی نسبت گفتگو کرنا فضول ہے ؛

ایک اور اعتراض

آریہ گزٹ نے اسی پرچہ میں ایک اور بھی اسی قسم کا اعتراض کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا تھا "قرآن شریف جو خاتم الکتب ہے۔ دراصل قصوں کا مجموعہ نہیں ہے .... حالانکہ قرآن کی گواہی مرزا صاحب کے برعکس ہے۔ لکھا ہے۔ ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک یعنی ہم نے تم سے پہلے کتنے ہی رسول بھیجے۔ ان میں سے کئی کے قصے تم کو سنائے ہیں۔ اور ان میں سے کئی کے قصے تم کو نہیں سنائے۔ لم نقصص پر دھیان دیجئے۔ کیوں صاحب کون سچا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب یا خود قرآن شریف کس کے بیان کی وقعت زیادہ ہے۔ یہ ان دونوں پر وشواس رکھنے والے سوچ لیں" (۳۱ر دسمبر ۱۹۳۲ء)

جواب

اس کے متعلق ہماری گزارش یہ ہے۔ کہ قرآن شریف بھی بلاشبہ سچا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب بھی لاریب صادق ہیں۔ صرف مدیر "آریہ گزٹ" کی جہالت اور کم فہمی اس بظاہر تضاد و تناقض کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے۔ اور قرآن کریم کی جو آیت نقل کی گئی ہے۔ اس کے وہ معنی نہیں۔ جو مدیر "آریہ گزٹ" نے پیش کئے ہیں۔ قصہ کے معنے عربی زبان میں وہ نہیں۔ جو پنجابی یا اردو میں لئے جاتے ہیں بلکہ یہ لفظ صرف بیان کرنیکے معنوں میں آتا ہے۔ اور آیت مذکورہ کے معنی یہ ہیں۔ کہ بعض رسل کا ذکر ہم نے کر دیا ہے۔ لیکن ان کے سوا ایسے بھی ہیں۔ جن کا ذکر نہیں کیا گیا ؛

قرآن کریم میں جیسا کہ بتایا گیا ہے بعض رسولوں کا ذکر آیا ہے اور ان سے متعلق بعض اہم واقعات کا بھی ذکر ہے۔ لیکن انہیں اس قسم کا قصہ قرار دینا جس کا انکار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے۔ نادانی ہے۔ قصہ ہمارے ہاں اسے کہتے ہیں۔ کہ محض تفریح طبع کے لئے بعض صحیح یا غیر صحیح واقعات کو رنگ آمیزی اور مبالغہ آرائی کے ساتھ پیش کیا جائے۔ لیکن قرآن کریم میں کوئی بیان اور کوئی ذکر ایسا نہیں۔ جس کی یہ غرض یا جس کا یہ رنگ ہو۔ اس میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ وہ عبرت و موعظت کا درس ہونے کے علاوہ اپنے اندر عظیم الشان پیشگوئیاں اور آئندہ زمانہ کے متعلق اہم انکشافات کا ذخیرہ رکھتے ہیں۔ اور اگر کسی کو معلوم کرنے کا شوق ہو۔ تو ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے ہر اس آیت یا رکوع کو جسے دشمن قصہ و کہانی پر محمول کرتا ہے۔ واضح دلائل اور غیر مشتبہ براہین کے ساتھ اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں ؛

قرآن کریم کا چیلنج

قصے کہانیاں لکھنے میں ماہر سینکڑوں ہزاروں لوگ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مگر قرآن کریم نے چودہ سو سال سے اپنے منکرین کو چیلنج دے رکھا ہے۔ کہ اگر تمہیں میرے منجانب اللہ ہونے میں شک و شبہ ہے۔ تو میری پیشکردہ کسی ایک سورہ کی مثال ہی لے آؤ۔ اور پھر تحدی کے ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ تم ایسا ہرگز ہرگز نہ کر سکو گے۔ اب اگر جیسا کہ "آریہ گزٹ" کا خیال ہے۔ قرآن کریم میں قصص بیان کئے گئے ہیں۔ تو کیوں سارے آریہ ودوان ملکر قرآن کے پیشکردہ قصص میں سے کسی ایک جیسا قصہ دنیا کے سامنے پیش نہیں کر دیتے۔ اور اس طرح اس تحدی اور چیلنج کو نہیں توڑ سکتے۔ نہایت آسان بات ہے۔ ادھر آریوں کے نزدیک قرآن کریم قصوں سے بھرا پڑا ہے۔ ادھر انہیں یہ بھی معلوم ہے۔ کہ قصے لکھنے والے انسان ہی ہوتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو وہ انسان سمجھتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ وہ میدان میں نہیں آتے۔ اور قرآن کے قصص کے مقابلہ میں کوئی قصہ نہیں پیش کر دیتے۔

ضروری اعلان

اخبار سن رائز ستمبر ۱۹۳۲ء سے بند ہو چکا ہے جس کے متعلق اسکے ایڈیٹر سے فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ اس لئے تا اطلاع ثانی کوئی شخص اس کی قیمت نہ بھیجے۔ اور نہ ہی اخبار کی انتظار رکھے ؛

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

تاریخ اسلام

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات

یرموک کی شکست دراصل رومی سلطنت کی موت تھی۔ جس نے ہرقل شاہ روم کے حوصلے پست کردئے اور اس کی کمر توڑ دی۔ اس وقت مسلمان تقریباً تمام کے تمام شام پر قابض و متصرف ہوچکے تھے۔ اور عراق کا ایک وسیع اور زرخیز حصہ بھی ان کے قبضہ میں آچکا تھا۔ اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ رومی افواج دمشق میں محصور ہوچکی تھیں۔ مسلمانوں نے شدت کے ساتھ دمشق کا محاصرہ کر رکھا تھا اور وہاں داد شجاعت و مردانگی دے رہے تھے۔ کہ انہیں ایک نہایت الم ناک سانحہ کی اطلاع ملی۔ واقعات کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ محاصرہ دمشق کے اختتام سے قبل اس کا اور اس سے متعلقہ بعض اور اہم امور کا ذکر کر دیا جائے۔ یہ سانحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تھی۔

خلیفہ کے تقرر کے بارہ میں مشورہ

ماہ جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری کے اوائل میں ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعارضہ تپ بیمار ہوئے۔ جو پندرہ روز تک جاری رہا۔ جب آپ کو اپنا آخری وقت بالکل قریب دکھائی دینے لگا۔ تو اپنے بعد امت مسلمہ کی پاسبانی اور نگرانی کا فکر لاحق ہوا۔ آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور مشورہ کیا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے ان کی سخت گیری کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ میں نرم طبیعت رکھتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ خلیفہ ہو کر ان کی طبیعت معتدل ہو جائیگی۔ پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ عمر کا باطن اس کے ظاہر سے بھی اچھا ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس رہ میں استفسار کیا۔ انہوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تائید کی۔ اس کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔ تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سخت طبیعت سے خدشہ کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ مسلمانوں کو ایسے شخص کے حوالے کر کے آپ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دینگے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ میں یہی کہونگا۔ کہ میں نے تیری مخلوق پر بہترین شخص کو نگران مقرر کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت

اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر وصیت تحریر کرائی۔ شدت بخار کی وجہ سے آپ رک رک کر بولتے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لکھتے جاتے تھے۔ وصیت میں لکھایا۔ کہ میں نے نیک نیتی اور دیانتداری کے ساتھ مسلمانوں کی ہمدردی اور بہبودی کو مدنظر رکھتے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ اگر اس نے صبر و عدل سے کام لیا تو میرا انتخاب درست ثابت ہوگا۔ لیکن اگر اس نے ایسا نہ کیا۔ تو مجھ کو غیب کا علم نہیں۔ میں نے جو کچھ کیا۔ نیک نیتی اور مسلمانوں کی بہتری کی نیت سے کیا ہے۔ یہ وصیت تحریر کرانے کے بعد آپ نے حکم دیا۔ کہ لوگوں کو پڑھ کر سنا دی جائے۔ پھر مرض کی شدت کے باوجود آپ باہر مجمع عام میں تشریف لائے۔ اور مسلمانوں سے کہا۔ کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اور ایسا کرنے سے قبل بعض صائب الرائے مسلمانوں کا مشورہ بھی حاصل کر لیا ہے۔ یہ محض مسلمانوں کی ہمدردی کے خیال سے کیا گیا ہے۔ ورنہ ذاتی طور پر مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ عام طور پر لوگوں نے اس انتخاب کو پسند کیا۔ اور اطاعت کا اقرار کیا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے بعض نصائح فرمائیں۔

وفات اور تدفین

یہ تمام کارروائی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری کو عمل میں آئی۔ اور ۲۲ و ۲۳ کی درمیانی شب بعد مغرب آپ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور عشاء سے قبل دفن کر دئے گئے۔ گویا چند لمحوں کے اندر اندر اسلام کا درخشندہ ستارا منوں مٹی کے نیچے چھپ گیا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ آپ کی خلافت کا عرصہ صرف سوا دو سال ہے۔ آپ کی وفات اسلامی دنیا کے لئے ایک صدمہ عظیم تھا۔ جس وقت مدینہ میں یہ خبر پھیلی کہرام مچ گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کا دن لوگوں کی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگا۔

فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ

اس کے بعد تاریخ اسلامی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ شروع ہوجاتا ہے۔ مگر اسے بیان کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض ضروری معلومات درج کر دی جائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اول المومنین شمار کئے جاتے ہیں۔ اور آپ کے ذریعہ اسلام کو ہر لحاظ سے مدد پہونچی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر کے مال سے جتنا نفع مجھے پہونچا ہے۔ اور کسی کے مال سے نہیں پہونچا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میں سب کا احسان اتار چکا ہوں۔ البتہ ابوبکر کا احسان باقی ہے۔ جس کا بدلہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہی دیگا۔ جنگ تبوک کے موقع پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سامان جنگ فراہم کرنے کے لئے چندہ جمع کرنیکا حکم دیا۔ تو آپ نے اپنا سارا مال لاکر حضور کے قدموں میں ڈال دیا۔ ایک روایت ہے کہ جس روز آپ ایمان لائے۔ آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ اور وہ سب کے سب آپ نے اسلام کی راہ میں خرچ کر دئے۔

علم و فضل

بحیثیت علم و فضل آپ سب صحابہ میں ممتاز تھے۔ صحابہ میں اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہوجاتا۔ تو آپ کا فیصلہ ناطق سمجھا جاتا۔ کیونکہ آپ سب سے زیادہ قرآن دان تھے۔ آپ قریش کے سب سے بڑے نساب تھے۔ بلکہ اس فن میں تمام عرب آپ کا لوہا مانتا تھا۔ علم نسب کے سب بڑے بڑے عالم آپ کی شاگردی کو بطور فخر پیش کرتے تھے۔ اسی طرح علم تعبیر میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی آپ رویاء کی تعبیریں بتایا کرتے تھے۔ امام محمد بن سیرین کا قول ہے کہ رسول خدا کے بعد سب سے بڑے معبر حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ آپ ایک فصیح البیان مقرر تھے۔ اور اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ میں سب سے زیادہ فصیح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

شجاعت و جرأت

شجاعت و جرأت میں بھی آپ صحابہ میں بہت ممتاز نظر آتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بدر کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو سائبان لگایا گیا۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری لینے سے بڑے بڑے جری گھبراتے تھے۔ کیونکہ مشرکین کا سارا زور لازماً وہاں پر مجتمع ہونا تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی۔ اور کسی مشرک کو پاس نہ پھٹکنے دیا۔ ایک دفعہ مشرکین مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا۔ اور گھسیٹنے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب اس کا علم ہوا۔ تو آپ نہایت جرأت کے ساتھ آگے بڑھے۔ اور کہتے جاتے تھے۔ افسوس تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے خدا ایک ہے۔

اولاد و ازواج

اسلام سے قبل آپ نے قتیلہ بنت عبدالعزیٰ سے شادی کی تھی جس سے عبداللہ بن ابی بکر اور اسماء بنت ابی بکر (عبداللہ بن زبیر کی والدہ) پیدا ہوئیں۔ آپ کی دوسری بیوی ام رومان تھیں۔ جن سے عبدالرحمن بن ابی بکر اور حضرت عائشہ صدیقہ پیدا ہوئیں۔ اسلام لانے پر پہلی بیوی نے آپ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ اس لئے اسے طلاق دیدی۔ لیکن ام رومان مسلمان ہو گئیں۔ اسلام میں داخل ہونیکے بعد بھی آپ نے دو نکاح کئے۔ ایک جعفر بن ابی طالب کی بیوہ اسماء بنت عمیس کے ساتھ

نوٹ ـ بعض ضروری کتب کی تلاش کی وجہ سے یہ سلسلہ مضامین کچھ عرصہ سے بند تھا۔ اب چند کتب کے مہیا ہوجانے سے اسے شروع کیا جاتا ہے۔

تحقیق الادیان

مسئلہ تثلیث فی التوحید کا رد

عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ ذات باری کو تین میں اور تین کو ایک میں یقین کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ذات باری نام ہے۔ اقانیم ثلاثہ کے مجموعہ کا ہر ایک اقنوم اپنی ذات میں الٰہ ہے۔ اور ان تینوں کا لاہوت ایک ہی ہے۔ اس ناقابل فہم وادراک مسئلہ کے متعلق پادری عبدالحق صاحب نے ایک رسالہ "تثلیث فی التوحید" کے نام سے لکھا ہے۔ اور بزعم خویش چند دلائل پیش کئے ہیں۔ ان میں سے ایک دلیل کے متعلق "الفضل" کی ایک گزشتہ اشاعت میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ نہ صرف یہ کہ اس دلیل سے مسئلہ توحید فی التثلیث یعنی ایک میں تین ہونا اور تین میں ایک ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس دلیل سے اس من گھڑت اور بے بنیاد مسئلہ کی تردید بھی ہو رہی ہے۔ صحبت امروزہ میں دوسری دلیل کی لغویت ثابت کی جاتی ہے۔

دوسری دلیل

پادری صاحب کی پیشکردہ دوسری دلیل یہ ہے۔

"اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ ذاتِ واجب وخالق ہر طرح کی کثرت سے خالی ہے۔ تو اس سے مخلوقات وممکنات متکثر کا صدور بالضرورت محال ہے۔ کیونکہ سوال لازم آتا ہے۔ کہ کثرت کا علم خالق کائنات کو ازل سے تھا یا نہیں۔ اگر نہیں تھا۔ تو وہ اشیاء کثیرہ کا خالق نہیں ہو سکتا۔ ازیں جہت کہ علم کا تقدم فعل خلق پر ضروری ہے۔ ورنہ خالق کے علم وارادے کے بغیر مخلوق کا صدور ماننا پڑے گا۔ نیز عدم علم واجب تعالےٰ سے اس کی ذات کا انکمال بخیر خود لازم آتا ہے۔ کیونکہ علم جملہ کمالات سے ہے۔ اور اگر پیدائش عالم سے پیشتر خالق کو علم کثرت کا تھا۔ تو وہ ازلی وحضوری ہو گا۔ یا کسبی وحصولی۔ ازلی وحضوری تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ ذات واجب کثرت سے خالی مانی جاتی ہے۔ اور ماسوا معدوم اور کسبی وحصولی ماننے سے ایک تو صفت علم کا غیر ذات واجب ہونا لازم آئے گا۔ دوسرے معاذ اللہ قبل از کسب وحصول علم اس ذات علام وعلیم کا جہل لازم آئیگا۔ اور ایسی صفت اگر ہو بھی تو انضمامی ہو گی۔ نہ کہ ذاتی۔ کیونکہ حصول صفت منضمہ ہے۔ اور موصوف کے بالذات متاخر ہے۔ پس اگر ذات واجب تعالےٰ کو ہر طرح کثرت سے خالی مانا جائے۔ تو یا وہ کثرت کا عالم نہ ہو گا۔ یا ہو گا۔ تو علم اس کی صفت منضمہ ہو گی۔ اور ازیں قسم یا تو مخلوق میں کسی طرح کی کثرت نہ پائی جائے گی۔ یا وہ کثرت خالق کے علم کے بغیر مخلوق میں خود بخود موجود ہو گئی ہو گی۔ چونکہ یہ سب شقیں فاسد ہیں۔ اس لئے واجب تعالےٰ کی وحدت میں کثرت متحقق ہے" (رسالہ تثلیث فی التوحید)

دلیل کو پیچیدہ بنانے کی وجہ

یہ ہے اس مسئلہ کے اثبات کی دلیل جس کے متعلق عیسائی صاحبان یہ کہتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ کہ معمولی سے معمولی عقل کا انسان بھی ایک میں تین اور تین میں ایک ہونے کے مسئلہ کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اسلام کی پیشکردہ توحید تو ایک مضحکہ خیز چیز ہے۔ جسے انسانی عقل کبھی باور ہی نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جناب پادری صاحب نے ایسے "عام فہم" پیرایہ میں اس دلیل کو بیان کیا ہے۔ کہ موٹی سے موٹی عقل کا انسان بھی نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔

ایک دانشمند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ ایک "فطرتی" مسئلے کو اس پیچیدگی سے بیان کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی جسے اب اگر پادری صاحب خود بھی پڑھیں، تو غالباً سمجھ نہ سکیں۔ کہ میں نے کیا لکھا تھا۔ جس مسئلے کو ثابت کرنے کے لئے اتنی مصائب اور اتنا گورکھ دھندا برداشت کرنا پڑے۔ کیا اسے فطرت انسانی کے موافق قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیا اسے انسانی نجات اور تعلق باللہ کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں؟

علاوہ ازیں اس دلیل کی تردید میں متعدد جواب پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

پہلا جواب

پہلا جواب یہ ہے۔ کہ اگر پادری صاحب ذات باری میں کثرت اس لئے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اسے کثرت کا علم ہے۔ تو یہ قاعدہ صحیح اور درست نہیں۔ کیونکہ کسی چیز کے علم سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ چیز بھی اس میں پائی جائے۔ ورنہ پادری صاحب کے اس قاعدہ کی رو سے یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ ذات باری میں مخلوقات کی جتنی بھی باتیں ہیں۔ وہ تمام کی تمام ہونی چاہئیں۔ کیونکہ ذات باری کو ان تمام کا علم ہے۔ اسی طرح مخلوق کے تمام نقائص مثلاً حدوث۔ امکان۔ فنا۔ مخلوق ہونا ناپاک ہونا۔ مرکب ہونا۔ مادی ہونا۔ جاہل ہونا وغیرہ ذالک بھی نقائص پائے جانے چاہئیں۔ کیونکہ ان تمام امور اور ان تمام نقائص کا علم ذات باری کو ازل سے ہے۔ اور رہیگا۔ جبکہ ذات باری کو ان کا علم ہے۔ تو پادری صاحب کے قاعدہ اور مسلمہ اصل کی رو سے یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس میں (نعوذ باللہ) یہ نقائص وغیرہ بھی ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے منزہ ہستی ہے۔ وتعالیٰ اللہ عما یصفون

دوسرا جواب

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ اگر کثرت کا علم اس بات کو لازم قرار دیتا ہے۔ کہ ذات باری میں کثرت ہو۔ تو پھر اس مسلمہ کے ذریعہ یہ بھی تسلیم کرنا ہو گا۔ کہ کثرت کے جتنے بھی مصداق ہیں۔ وہ تمام کے تمام ذات باری میں پائے جائیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ کثرت کا مفہوم دو سے تین تک ہی نہیں۔ بلکہ دو سے الی ما لا نہایہ تک ہے۔ اور چونکہ ذات باری کو کثرت کے ہر ایک مصداق کا علم ہے۔ یعنی جیسے تین کا اسے علم ہے اور دو کا علم ہے۔ ایسے ہی اسے چار، پانچ۔ دس بیس وغیرہ کا بھی علم ہے۔ اس لئے اپنے مسلمہ اصل کی رو سے پادری صاحب کو پھر محض تثلیث فی التوحید کا ہی قائل نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ تربیع وتخمیس وتسدیس فی التوحید وغیرہ کا بھی قائل ہونا پڑ گیا۔ اور اس طرح پر تثلیث بالکل باطل ہو جائے گی۔

تیسرا جواب

تیسرا جواب یہ ہے۔ کہ پادری صاحب مع اپنے ساتھیوں کے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ذات باری میں اقانیم کی کثرت ہے۔ اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں۔ کہ ان میں ہر ایک اقنوم وحدت محض رکھتا ہے یعنے ذات باری میں تو اقانیم کثیرہ ہیں۔ اور وہ باپ بیٹا اور روح القدس تین اقنوم ہیں۔ لیکن ان میں سے ہر ایک اقنوم میں یعنے اب میں کوئی کثرت نہیں۔ ابن بھی کثرت سے خالی ہے۔ اور اسی طرح روح القدس بھی کثرت سے بالکل کورا ہے۔ تو قاعدہ مسلمہ کی رو سے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اقانیم ثلاثہ میں سے کسی اقنوم کو بھی کثرت کا علم نہیں اور کوئی اقنوم بھی مخلوقات کثیرہ کے حالات کثیرہ کا علم نہیں رکھتا۔ کیونکہ تو ہر ایک اقنوم اپنے اندر وحدت محض رکھتا ہے۔ ورنہ بقول پادری صاحب وعیسائی صاحبان علم کثیر کے لئے ضروری ہے۔ کہ ذات میں بھی کثرت ہو۔ اور جب اب ابن اور روح القدس تینوں علم سے خالی ہوئے۔ تو ذات باری جس میں یہ تینوں اقنوم ہیں۔ وہ بھی علم سے خالی ہو گی۔ کیونکہ اقانیم ثلاثہ کے علاوہ اور کوئی چوتھا اقنوم نہیں۔ اور یہ بھی ایک ایسی خطرناک راہ ہے۔ جو ہلاکت کے گڑھے میں جا گراتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ذات کو علم سے کورا سمجھ لیا جائے۔

چوتھا جواب

چوتھا جواب یہ ہے۔ کہ مجرد عالم کے لئے معلومات کثیرہ کا حصول ہو سکتا ہے۔ اور پادری صاحب کا یہ مسلمہ بالکل بے بنیاد ہے۔ کہ کثرت کے علم سے ذات کا کثیر ہونا بھی ضروری اور لابدی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ انسانی روح عیسائی بھی مجرد اور واحد یقین کرتے ہیں۔ پھر بھی یہ روح انسانی معلومات کثیرہ کی عالم ہے۔ پس جبکہ روح انسانی عیسائیوں کے نزدیک بھی واحد ہے۔ اور اس میں وہ محض وحدت تسلیم کرتے ہیں اور پھر بھی وہ معلومات کثیرہ کا علم رکھتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ علام وعلیم ہستی مجرد واحد ہونے کے باوجود معلومات کثیرہ کا علم نہ رکھ سکتی ہو۔ جبکہ مخلوق واحد ہوتے ہوئے معلومات کثیرہ رکھتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ خالق معلومات کثیرہ کا علم رکھتے ہوئے اس میں وحدت محضہ نہ پائی جائے۔

پانچواں جواب

پانچواں جواب یہ ہے۔ کہ جو بھی دعویٰ کیا جائے اس کی دلیل پیش کرنی چاہیئے۔ بغیر دلیل کے دعویٰ کی سماعت نہیں ہو سکتی۔ پس پادری صاحب کا یہ کہنا۔ کہ "کثرت کے علم کے لئے ذات میں بھی کثرت ہونی چاہیئے" ایک دعویٰ ہے۔ جس کی دلیل پیش کرنا ان کے ذمہ ہے۔ اور کوئی دعویٰ بغیر دلیل کے قبول نہیں ہو سکتا۔ میں نے علم مناظرہ کی اجازت سے نقض علی الدعویٰ

میرے لئے میرا اپنا وجود سب سے بڑی دلیل ہے صداقت احمدیت پر

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن :-

احمدی ہونے سے پہلے کی حالت

ایک زمانہ تھا۔ میں احمدی نہیں تھا۔ میں زیادہ پردے پھاڑنے نہیں چاہتا۔ مگر اس وقت میری یہ حالت تھی۔ کہ نماز سے بیزار۔ قرآن سے برگشتہ۔ روزہ سے متنفر۔ بدزبان۔ بدلگام۔ بدچلن۔ بدکار۔ نہ شراب سے پرہیز نہ گندی مجلسوں سے احتراز۔ بخیل حد درجہ کا۔ سوائے اپنے نفس اور اپنی بیوی بچوں یا کھیل تماشوں کے کبھی خدا کے نام پیسہ نہ دیا۔ سوائے وحشتناک اور بے ہودہ خوابوں کے کبھی کوئی اچھا خواب نہ دیکھا۔ بداخلاق بے دین لوگوں کے سوا کسی نیک کی صحبت نہ پائی۔ سخت سنگدل نفس پرست ظالم طبع۔ بددماغ۔ متکبر۔ شورہ پشت تھا۔ ہماری مجلس میں یا تو نامحرم عورتوں کے حسن کا ذکر یا غیبت۔ چغلی اور فساد کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ مقصد ہماری زندگی کا کھانا پینا سونا اور شہوت رانی تھا۔ کبھی بھول کر بھی خدا کا خیال نہیں آتا تھا۔ دین کی کوئی بات آ جائے۔ تو استہزا اور تمسخر کے سوا اس کا ذکر ہی نہ ہوتا تھا۔ بزرگوں اور والدین کا ادب اور ان کی خدمت تو کجا۔ سب ہم سے کانپتے تھے۔ ملازمت کا یہ حال کہ کبھی ناجائز پیسہ نہیں چھوڑا۔ رشوت جب تک دستیاب نہ ہو رات کو آرام کی نیند نہ سو سکتے تھے۔ حرام خوری جزو طبیعت بن گئی تھی۔ چوری کا یہ حال کہ سرکاری اشیاء پہنچتا۔ تو اڑا لیتے۔ اگر کہیں درج رجسٹر ہوتیں۔ تو اپنی پھٹی پرانی شکستہ چیزیں رکھ کر اعلےٰ قسم کی قیمتی اور اسی نام کی چیزیں بدل کر اپنے قبضہ میں لے آتے۔ ظالم طبع کھاتے رسوخ و با اختیار لوگوں سے بہت میل جول اور دوستانہ تھا۔ بلکہ رشوت کے دلال بنے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے ظلم بیگناہ لوگوں پر ان کی معرفت کرائے۔ غریبوں کے مکان رشوت ادا کرنے کے لئے بکوائے۔ معصوم عورتوں کی عصمت ریزی کرائی۔ نازک بدن انسانوں اور بیگناہ بچوں کے جسموں کو ڈنڈوں اور جوتوں کی مار سے مجروح کر ڈالا۔ محلہ کے لچوں شہدوں سے صلاح مشورہ اور اتحاد کر کے نقب زنیاں بلکہ ڈاکے ڈالو[ائے]

احمدی ہونے کے بعد کی حالت

آہ! کیا اس زمانہ اور حالات کا پوچھتے ہو۔ بس یہ خیال کر لو۔ کہ ابلیس ہماری حرکات سے شرماتا تھا۔ ضمیر بالکل مر چکا تھا۔ اور روح بکلی سیاہ ہو چکی تھی۔ کہ رحمت خداوندی نے اچانک ہاتھ پکڑا۔ اور بعض مخفی در مخفی اور عجیب در عجیب ذرائع سے وہ ذات بابرکات محض اپنے فضل سے مجھے قادیان کھینچ لائی۔ اور کچھ ایسے رحم اور مہربانیاں اس کی پے در پے ہوئیں۔ کہ توبہ اور بیعت کی توفیق مل گئی۔ مصائب اور تکالیف اٹھانی پڑیں۔ ایک جہنم میں سے مدت تک گزرنا پڑا۔ علاوہ ازیں کے پہاڑ کاٹنے پڑے۔ مگر فرشتہ رحمت ہمیشہ ساتھ رہا۔ اور اب یہ حال ہے۔ کہ احمدیت کی صداقت پر مجھے اپنے اس انقلاب سے بڑھ کر کوئی اور دلیل نظر نہیں آتی ۔

ہم تنگی ترشی سے گزارا کرتے ہیں۔ پہلے سے دسواں حصہ بھی آمدنی نہیں۔ مگر ہر لقمہ جو پیٹ کے اندر جاتا ہے۔ وہ اس شکر اور محبت کے جوش سے ہو جاتا ہے۔ جسکا بیان میری طاقت سے باہر ہے۔ میری زبان محض اس کے فضل سے گندگی سے آلودہ نہیں ہوتی۔ نماز پڑھتا ہوں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں ایک لا انتہا، مقتدر سمیع قریب مجیب اور غالب ہستی کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور اسے دیکھ رہا ہوں۔ میرے منہ سے الحمدﷲ رب العالمین رواجاً نہیں۔ بلکہ بصیرت اور جوش کے ساتھ نکلتا ہے۔ جب میں الرحمٰن الرحیم کہتا ہوں۔ تو میرا دل شکر اور محبت کے جذبہ سے اتنا بے قرار ہو جاتا ہے۔ کہ گویا ابھی پھٹ جائیگا۔ جب میں مالک یوم الدین کہتا ہوں۔ تو اس کی شوکت ہیبت رعب جاہ و جلال سے میرا رواں رواں متاثر ہوتا۔ اور میرا ذرہ ذرہ کانپنے لگتا ہے۔ میری زبان سے ایاک نعبد و ایاک نستعین جس وقت نکلتا ہے۔ تو میری روح آستانہ الٰہی پر پانی ہو کر بہ نکلتی ہے۔ اور میں نہیں جانتا۔ کہ میں کہاں ہوں۔ اور مجھے کیا ہو گیا ۔

غرض اسی طرح ہر لفظ ہر حرکت اور ہر سکون مجھ پر اپنا اثر حسب حالت ڈالتا ہے۔ اب میں زیادہ تفصیل عبادات کے متعلق نہیں کر سکتا۔ میری نیت ہر وقت رضائے الٰہی کی چیزوں اور اعمال و اذکار کو ڈھونڈتی ہے۔ وہ جیب پہلے چند روپے پر شوق سے ہاتھ مارا کرتا تھا۔ اب اپنی حلال کی کمائی میں سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے تنگی کر کے خدا تعالےٰ کی مخلوق اور اس کے دین کی خدمت کے لئے روپیہ نکالتا ہے۔ اور اسی میں راحت پاتا ہے۔ غریب مفلس لوگ جن کے پاس کھڑے ہونے کو بھی معزز لوگ قابل شرم سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ صحبت رہتی ہے۔ کیونکہ وہ نیک اور باخدا ہیں۔ وہ اگلی بدکاریاں اور بدکرداریاں وہم میں بھی نہیں آتیں۔ بلکہ جب ان کا خیال بھی آتا ہے۔ تو دل کو سخت ندامت رنج اور غم کا احساس ہوتا ہے۔ اور اب تو یہ حال ہے۔ کہ گذشتہ دل میں معاملات میں غصب شدہ حقوق کے واپس دیتے ہیں۔ اپنی غلطیوں کے اعتراف میں ہم نے برادری اور قوم میں اپنی ناک کٹوائی۔ اور اپنے نفس کے لئے ہر طرح کی ذلت کو خوشی سے برداشت کیا۔ ہمارا دن کام میں اور دعاؤں میں اور علم کے حصول میں اور مخلوق کی خیر خواہی اور خدمت میں گزرتا ہے۔ اور رات کا بھی ایک حصہ عبادات میں سوتا ہوں۔ تو نیک خواب آتے ہیں۔ اس پاک ذات کی طرف سے بشارات اور ہدایات ملتی ہیں۔ آنیوالے خطرات سے بروقت آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ سوچتا ہوں تو معرفت علم لدنی کی ایک رو دماغ میں ایسی جاری ہے۔ کہ جس مشکل سے مشکل مسئلہ یا حقیقت پر سوال کرو۔ وہ حل کر دوں گا۔ جذبات میں سے ایک جذبہ محبت الٰہی کا غالب ہے۔ جو گو ہمیشہ رہتا ہے۔ مگر کبھی کبھی طوفان کی طرح آتا ہے۔ اور میری خرمن ہستی کو جلا کر رکھ دیتا ہے۔ اس تجلی عشق میں میں نہیں بیان کر سکتا۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ بس یہ ہوتا ہے کہ یہ عبد ذلیل اس رب جلیل کی ہستی کے اندر فنا ہو جاتا ہے۔ اور وہ ذات جو لیس کمثلہ شئی ہے۔ اسے اپنی گود میں بچہ کی طرح لے لیتی ہے۔ وہ مصائب کے وقت میری تسلی کرتا۔ اور دشمنوں کے حملہ کے وقت ان کو ذلیل کرتا۔ اور ان کے منصوبوں کو پاش پاش کرتا۔ وہ میری دعائیں سنتا۔ اور میری معمولی سے معمولی خواہشات اور ضروریات کو اکثر اوقات اس طرح پورا کرتا ہے۔ گویا دنیا بھر میں میں ہی ایک وجود ہوں۔ جسکا خیال رکھنا اس کے لئے ضروری ہے۔ حالانکہ میں ایک سخت ناپاک اور بے حقیقت اور غیر ضروری ہستی ہوں۔ اس نے میرا رعب ایسے لوگوں تک قائم کر دیا ہے۔ جنکا میں ماتحت ہوں۔ اس نے میرے اخلاق کو گویا دھو کر مصفّٰی کر دیا ہے۔ میری طبیعت میں ایک نور داخل کر دیا ہے۔ میری عقل میں ایک بصیرت رکھ دی ہے۔ اور میری زبان میں ایک برکت داخل کر دی ہے۔ ان مختصر باتوں کے سوا بہت سی کیفیات ہیں۔ جنکا نہ بیان ہو سکتا ہے۔ نہ مناسب ہے۔

مخالفین احمدیت سے خطاب

غرض یہ تغیر جو احمدیت نے خود مجھ میں پیدا کر دیا ہے۔ یہ کوئی ذوقی تغیر نہیں۔ بلکہ وہ چیز ہے۔ جسے میرے دیکھنے والے میرے ملنے والے سب جانتے ہیں۔ کم از کم میرا چلن میرے اخلاق۔ میرا اکل حلال۔ میری نیکی۔ میری بگلی بدیوں اور بد صحبت سے علیحدگی میری خدمت خلق اور میری ظاہری عبادات تو ان پر ظاہر ہیں۔ اور اندرونی حالتیں خود مجھ پر منکشف ہیں۔ (و اما بنعمۃ ربک فحدث و لا ازکی نفسی بل اللہ یزکی من یشاء) اس حالت میں کسی مولوی کا رسالہ الہامات مرزا لا کر مجھے سنانا۔ یا رسالہ کذبات مرزا کو میرے آگے پیش کرنا کیا ایک تمسخر کے مترادف نہیں ہے؟

میں علیٰ وجہ البصیرت احمدیت کو مانتا ہوں مجھے میرا مقصد یعنی خدا کا شناسا صرف اسی دربار سے ملا ہے۔ تو پھر میں محمدی بیگم کی پیشگوئی کے اعتراض سے کیونکر متاثر ہو سکتا ہوں۔ اور آتھم کی میعاد گزر جانے سے کیونکر مجھے کوئی شبہ پڑ سکتا ہے؟

احمدیت نے جو دعوے اور وعدے کئے تھے۔ وہ اس نے میرے ساتھ پورے کر دیئے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مجھے ملا جسکا خیال بھی نہ آ سکتا تھا۔ پھر مجھے یہ رکیک اور ذلیل اعتراضات کس طرح اپنے مقام سے ہٹا سکتے ہیں۔ اور ان شکوک و شبہات اور ہمزات الشیاطین کی یقین بصیرۃ مشاہدہ اور تجربہ کے آگے ہستی ہی کیا ہے۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب یا ظفر علی صاحب نے محض یہی سمجھ رکھا ہے۔ کہ احمدیت چند لفظی دلائل کا نام ہے جنہیں شکوک و شبہ ڈالنے سے یہ سلسلہ فنا ہو سکتا ہے۔ کیا انہوں نے کبھی یہ غور نہیں کیا۔ کہ احمدیت ایک مقام ہے۔ ایک نقد جنت ہے۔ ایک نور ہے جو خدا تعالےٰ سے ملجانے کا نام ہے۔ جب وہ حاصل ہو گیا۔ تو پھر سب بات شک و شبہ سے بہت بالا ہو گئی۔ ایک شخص آم کھا رہا ہے۔ مگر اسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

قادیان اور اس کے گرد و نواح میں زمین خریدنے والوں کیلئے ایک ضروری اعلان

بعض اصحاب قادیان میں ہمارے مزارعان موروثی یعنی دخیلکاروں کے ساتھ ان کی زیر قبضہ زمین کے متعلق بیع و رہن کی گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ یا ہمارے پاس اجازت کے لئے آتے ہیں۔ ایسے جملہ اصحاب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دخیلکاران اپنی زیر قبضہ زمین کے مالک نہیں ہیں بلکہ محض مزارعان موروثی ہیں جنہیں اپنی زمین کے رہن رکھنے یا بیع کرنے یا زراعت کے سوا کسی اور استعمال میں لانے کا قطعاً کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ پس آئندہ کوئی صاحب ہمارے دخیلکاروں کے ساتھ بیع و رہن وغیرہ کی گفتگو کر کے اپنا نقصان نہ کریں۔ باقی رہا یہ امر کہ مالکان اراضی کی پیشگی اور تحریری اجازت کے ساتھ اراضی دخیلکاری حاصل کی جائے سو گو قانوناً ایسا ہونا ممکن ہے۔ لیکن چونکہ اس سے مالکان کے حقوق پر وسیع اثر پڑتا ہے اور اور بھی کئی قسم کی مشکلات اور ناگوار حالات کے پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس قسم کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ لہٰذا احباب کو چاہیئے کہ ایسی اجازت کے حاصل کرنے کے درپے نہ ہوں۔

علاوہ ازیں قادیان کے گرد و نواح میں تین گاؤں ایسے ہیں جہاں کے باشندگان اپنی اراضیات کے کامل مالک نہیں ہیں بلکہ صرف حقوق ملکیت ادنیٰ رکھتے ہیں اور ملکیت اعلیٰ کے حقوق ہمارے خاندان کو حاصل ہیں۔ یہ دیہات ننگل باغبانان اور بھینی بانگر اور کھارا ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ ان دیہات میں بھی کوئی سودا بغیر مالکان اعلیٰ کی پیشگی اور تحریری اجازت حاصل کرنے کے نہ کریں۔ یہ پابندی ان دیہات کے قدیم اور اصل باشندگان کے سوا باقی سب اصحاب پر عائد ہو گی خواہ وہ اس سے قبل ان دیہات میں کوئی اراضی حاصل کر چکے ہوں یا آئندہ کریں۔

خلاصہ یہ کہ قادیان کی اراضی دخیلکاری کی خرید وغیرہ بہر صورت ممنوع ہے اور کسی صورت میں اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور ننگل اور بھینی اور کھارا کی اراضیات ملکیت ادنیٰ کی خرید وغیرہ ہو سکتی ہے مگر اس کیلئے مالکان اعلیٰ کی پیشگی اور تحریری اجازت ضروری ہوگی۔ امید ہے کہ اس واضح اعلان کے بعد کوئی صاحب اس اعلان کے خلاف قدم اٹھا کر اپنے نقصان اور ہماری پریشانی کا باعث نہیں بنیں گے۔ فقط۔ والسلام

خاکسار

مرزا بشیر احمد ایم۔ اے۔ قادیان

دلکشا پرفیومری کمپنی کی اشیاء کے حیرت انگیز کرشمے

دلکشا ہیئر آئل رجسٹرڈ جناب قادر بخش صاحب کلاتھ مرچنٹ بیرون دہلی دروازہ لاہور سے تحریر فرماتے ہیں کہ میری بیوی کے سر کے بال اکثر سفید ہو گئے تھے اور سر میں درد ہر وقت رہتی تھی جس کی وجہ سے آنکھیں بخوبی نہ کھل سکتی تھیں میں نے حافظ ملک محمد صاحب ایجنٹ کمپنی سے تین شیشیاں دلکشا ہیئر آئل کی لیکر استعمال کرائیں تو تین ماہ کے عرصے میں بفضل خدا سب بال سیاہ ہو گئے۔ اور سر درد اور دیگر نقائص جاتے رہے۔ نمبر ۲۔ میاں نور محمد شمس الدین سوداگران چرم چوہڑ منڈی لاہور سے تحریر فرماتے ہیں۔ جناب مینیجر صاحب دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان میں آپ کا تیار کردہ دلکشا ہیئر آئل۔ آپ کے ایجنٹ حافظ ملک محمد صاحب سے تقریباً ۱۲ شیشیاں لیکر استعمال کر چکا ہوں۔ اس کو نہایت دیرپا۔ اور دماغی طاقت کیلئے نہایت فائدہ بخش پایا۔ میرے سر میں ہمیشہ درد رہتا تھا۔ اس کے استعمال سے بہت فائدہ ہوا۔ اس شہادت کو میں چھپا نہیں سکتا۔

دلکشا سنون میں نے سنون دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان کا حافظ ملک محمد صاحب سے لیکر استعمال کیا۔ چند دن کے استعمال سے جو دانت ہلتے تھے وہ خوب جم گئے۔ باوجود بڑھاپے کے مجھے اس منجن سے حیرت انگیز فائدہ ہوا۔ الراقم محمد الدین ٹیلر ماسٹر۔ بیرون دہلی دروازہ۔ لاہور

نمبر ۲:۔ میں عرصہ سے پائیوریا کی بیماری میں مبتلا تھا۔ میں نے دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان کا بنایا ہوا۔ سنون لے کر استعمال کیا۔ چند دنوں میں اس کے استعمال نے مجھے بیحد فائدہ دیا میں اپنی اس لڑکے کا صدق دل سے اظہار کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حاجتمند احباب اس کے استعمال سے فائدہ اٹھائیں گے۔ خاکسار۔ عدالت زر خاں لائن افسر لاہور

دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

وصیت نمبر ۳۷۶

میں مسمی مستری محمد صدیق ولد مستری کرم الٰہی قوم لوہار پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال ساکن کاسوالہ۔ ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۱۱ ستمبر ۱۹۳۲ء وصیت کرتا ہوں کہ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک ٹکڑہ زمین سکنی جس کا رقبہ تخمیناً ۱۶x۴۵ فٹ ہے اس کی کل قیمت تقریباً ۲ صد روپیہ ہے۔ اور اس جائداد کے متعلق میرے ذمہ ۱۲۵/- روپیہ قرضہ ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پہ ہے جو اس وقت مبلغ ۲۳ہے ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ جو میری جائداد بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک انجمن ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو یہ روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط

العبد:۔ مستری محمد صدیق بقلم خود

گواہ شد:۔ ایم اے ایاز سکرٹری تعمایا ضلع راولپنڈی

گواہ شد:۔ محمد رشید امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لندن سے ۲۴ جنوری کی خبر ہے کہ عالمگیر اقتصادی مسئلہ پر حکومت کی طرف سے ایک بیان شائع کیا گیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ صدر جمہوریہ امریکہ نے برطانیہ کی درخواست پر اس کے ایک وفد سے ماہ مارچ میں ملاقات کرکے برطانوی قرضہ کے متعلق بحث و تمحیص کا وعدہ کر لیا ہے۔ لیکن وہ چاہتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی عالمگیر اقتصادی مسئلہ پر بھی اظہار خیال ہونا چاہیئے۔

برلن سے ۲۳ جنوری کی خبر ہے کہ اسپتے ایک ہلاک شدہ لیڈر کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی تقریب پر دس ہزار نازیوں کا اجتماع ہو گیا۔ انعقاد جلسہ کے بعد جب نازیوں کا جلوس نکلا۔ تو کیمونسٹوں نے اس میں رکاوٹ پیدا کی۔ جس سے باہم لڑائی شروع ہو گئی۔ تین درجن کے قریب آدمی مجروح ہو گئے۔ پولیس پر جو امن قائم کر رہی تھی۔ حملے کئے گئے۔ اور ان کو سخت مجروح کیا گیا۔ پولیس نے کئی بار گولی چلائی۔ اور کیمونسٹوں کے مرکز پر حملہ کر کے چار صد گرفتاریاں کیں۔ ان کے لئے عام اجلاسوں اور کھلے مظاہروں کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

نیروبی سے ۲۴ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ حکومت کینیا کو ۳ لاکھ پونڈ کا جو خسارہ ہوا ہے۔ اسے پورا کرنے کے لئے وہ بعض نئے ٹیکس لگانا چاہتی ہے۔ لیکن وہاں کی گورہ آبادی اس کے خلاف ہے۔ اور اس کے خلاف احتجاج کے لئے لارڈ فرانسس سکاٹ کی قیادت میں اس نے ایک وفد انگلستان بھی روانہ کیا تھا۔ مگر اسے بھی ناکامی ہوئی ہے۔ چنانچہ اب عدم تعاون کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ لیکن تاحال یہ فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ یہ پرامن ہو گا یا تشدد آمیز ؟

جمعیتہ اقوام نے منچوریا کے مسئلہ کے حل کے لئے ۱۹ ارکان پر مشتمل جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ وہ چونکہ اپنے مقصد میں ناکام رہی ہے اس لئے برطانیہ۔ فرانس۔ اٹلی۔ سپانیہ۔ سویڈن۔ زیکوسلاویہ بلجیم۔ اور سوئٹزرلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک اور کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ جو اس مسئلہ کے متعلق ایک رپورٹ تیار کر کے لیگ اسمبلی میں پیش کریگی۔

سابق شاہ سپانیہ الفانسو کا بیٹا ایک برطانوی جہاز پر بطور کیڈٹ کام کرتا ہے اور اس وقت سیلون میں مقیم ہے۔ اس سے ملاقات کے لئے شاہ موصوف بعزم کولمبو ۲۳ جنوری پیرس سے روانہ ہو کر اجیرت کی جائیگی۔

پنجاب کونسل کا بجٹ سیشن ۲۶ فروری سے شروع ہو گا

جموں سے ۲۱ جنوری کی خبر ہے کہ پولیس نے تین ہندوؤں کی تلاشیاں لیکر ان کے مکانوں سے دو ریوالور ایک خنجر اور بعض دیگر مشتبہ اشیاء برآمد کیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تلاشیاں کسی اہم سازش کے سلسلہ میں ہوئی ہیں۔ اور ریاست کے راز تینوں کا کسی بیرونی پارٹی کے ساتھ بھی تعلق ہے۔

ڈاکٹر امبیدکار جو اچھوت اقوام کی نمائندگی کے لئے گول میز کانفرنس میں شامل ہوئے ۲۳ جنوری کو بمبئی واپس پہنچ گئے۔ اچھوتوں نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ بعض برہمن اچھوت رہنما بھی موجود تھے۔ پانصد والنٹیر دستے سلامی اتارتے ایک اخباری نمائندہ کے سوال کے جواب میں آپ نے کہا۔ کہ اگرچہ مجھے یقین ہے کہ اچھوتوں کو مندر میں داخل کرانے کے لئے گاندھی جی کبھی بھی اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالیں گے۔ تاہم کوئی وجہ نہیں کہ وائسرائے مندر پرویش بل کے مسودات کو پیش ہونے کی اجازت نہ دیں۔

برما کی علیحدگی کے متعلق دہلی سے ۲۱ جنوری کی خبر ہے کہ اب یہ ایک یقینی امر سمجھنا چاہیئے۔ صرف وزیر اعظم کے اعلان کا انتظار ہے جو عنقریب ہونے والا ہے۔ دوسری برما گول میز کانفرنس کا اجلاس آئندہ اپریل میں منعقد ہو گا۔

لاہور سے ۲۵ جنوری کی خبر ہے کہ کاہنا کاچھا ضلع لاہور کے قریب پولیس نے سکھ ڈاکوؤں کو گھیر لیا۔ جو کئی جرائم کے مرتکب ہو چکے تھے۔ دونو طرف سے گولیاں چلائی گئیں۔ دو ڈاکوؤں نے فائر کرتے ہوئے پولیس کی صفوں کو چیر کر نکل جانے کی کوشش کی۔ مگر دونو مارے گئے۔ ایک پولیس کنسٹیبل بھی بری طرح مجروح ہوا۔

نئی دہلی کی تعمیر کے لئے جو غریب لوگ وہاں آباد کئے گئے تھے اب میونسپلٹی انہیں وہاں سے نکالنا چاہتی ہے لیکن وہ نہیں جانا چاہتے۔ ۲۳ جنوری کی خبر ہے کہ ان پر پانی بند کر دیا گیا ہے۔

حکومت ہند کے پولیٹیکل سکرٹری سر ہاول خرابی صحت کی وجہ سے انگلستان گئے تھے۔ چونکہ صحت یاب نہیں ہو سکے۔ اس لئے اپنے عہدہ سے سبکدوش ہونیکے لئے رخصت لے رہے ہیں۔ آپ کی جگہ آپ کے قائم مقام مسٹر مٹکاف مقرر ہو رہے ہیں۔

مقدمہ سازش لاہور میں بھگت سنگھ کے پانچ ساتھیوں کے متعلق مدراس سے ۲۳ جنوری کی خبر ہے کہ انہیں انڈیمان بھیجا جا رہا ہے۔ انہوں نے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔

پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور نے عید کی مبارکباد کے بہت خوشنما اور تصویر دار تار فارم تیار کرائے ہیں۔ جو لوگ عید کے دن مبارکباد کا تار دینا چاہیں ان سے بارہ آنے کے بجائے صرف ۹ آنے اجرت لی جائیگی۔

اسمبلی کی سٹینڈنگ فنانس کمیٹی کا اجلاس ۲۵ جنوری کو دہلی میں ہوا۔ سر جارج شوسٹر تھے۔ ایک لاکھ نوے ہزار روپیہ گول میز کانفرنس کے اخراجات کے لئے منظور کیا گیا۔

نئی دہلی سے ۲۵ جنوری کی اطلاع ہے کہ ملک معظم نے سر میلکم ہیلی گورنر یو پی کے عہدہ کی میعاد میں اگست ۱۹۳۳ء تک توسیع کر دی ہے۔ آپ غالباً انڈین ریفارمز بل کی ترتیب میں مدد دیں گے۔

نئی دہلی سے ۲۴ جنوری کو ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے کہ مہاراجہ الور نے حکومت ہند سے درخواست کی ہے کہ ایک قابل آئی سی ایس کی خدمات مستعار دی جائیں۔ جو وزیر مال کے فرائض ادا کرے۔ اور فساد زدہ علاقہ کے لئے بطور سپیشل افسر کام کرے۔

لاہور کے تیس ہندوؤں نے جو اپنے کو ماہر تعلیم ظاہر کرتے اور بعض درسگاہوں میں کام کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی تحقیقاتی کمیشن کو ایک درخواست بھیجی ہے کہ یونیورسٹی کے اندر فرقہ وار جھگڑے نہ پیدا کئے جائیں۔ گویا مسلمانوں کے حقوق پر کوئی توجہ نہ کی جائے۔

پونا کے ایک فوجی کپتان پر چند روز ہوئے ایک فوجی نے قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ ۲۵ جنوری کو کورٹ مارشل کے سامنے بیان دیتے ہوئے اس نے کہا۔ کہ کپتان نے مجھے ایک مذہبی گروہ کے ساتھ کھانا کھانے پر مجبور کیا تھا۔ اور میرے پروٹسٹ کی کوئی پرواہ نہ کی تھی۔ اس لئے میں نے اسے ہلاک کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔

بمبئی کونسل میں پیش کرنے کے لئے ایک سندھی ممبر نے ایک قرارداد کا نوٹس دیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ تمام پریذیڈنسی میں گاؤکشی قانوناً ممنوع قرار دی جائے۔

لاہور سے ۲۴ جنوری کی خبر ہے کہ ایک برات لاری پر جموں جا رہی تھی۔ کہ ایک برساتی نالہ میں جو بالکل خشک تھا۔ لاری پھنس گئی۔ براتی اسے نکالنے میں مدد دے رہے تھے۔ کہ یک لخت پانی آ گیا۔ اور تمام آدمی غرق ہو گئے۔ صرف چند آدمی جن میں دولہا اور اس کا باپ بھی شامل تھے۔ کنارے پہنچ سکے۔

سی۔ پی کونسل میں ۲۱ جنوری کو ہوم ممبر نے اعلان کیا کہ اچھوت اقوام سے تعلق رکھنے والے دو شخص آنریری مجسٹریٹ مقرر کئے گئے ہیں۔

میکسیکو کی ایک اطلاع ہے کہ ایک ٹرک میں ڈائنامیٹ کے سائکس لیجائے جا رہے تھے۔ کہ ڈرائیور کی غفلت سے آگ لگ گئی۔ اور وہ پھٹ گئے۔ ۲۵ اشخاص ہلاک ہو گئے۔ کئی مکانات

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی